علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

الممتاز پبلی کیشنز ۔ لاہور

میثم قادری

چودھویں صدی سے پہلے
اور
بعد کے علماء و مشائخ

عظمتوں کے پاسباں

جلد اول

تصنیف:

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

الممتاز پبلی کیشنز ۰ لاہور

نام کتاب	عظمتوں کے پاسبان
تالیف	محمد عبدالحکیم شرف قادری
کتابت	محمد عاشق حسین ہاشمی (چنیوٹ)
تصحیح	مولانا ریاض احمد سعیدی، فیصل آباد
	جناب محمد عالم مختار حق، لاہور
طباعت	بار اول ربیع الاول ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء
ناشر	الممتاز پبلی کیشنز، لاہور
باہتمام	حافظ نثار احمد قادری
تعداد	ایک ہزار
قیمت	

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

☆ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لوہاری منڈی لاہور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فہرست

کاموقع ملے گا، اس دُنیا کے پڑھے لکھے لوگ کیا کہیں گے۔" [1]

مولانا کے نزدیک دین کی حفاظت سب سے اہم تھی، سلطنت کے حصول کی خاطر ہنود سے اتحاد مناکہ دین کے پس پشت ڈالنے کو بدترین گمراہی قرار دیتے تھے، چنانچہ فرمایا کرتے تھے:

"لعنت ہے اُس سلطنت پر جو دین بیچ کر حاصل کی جائے۔" [2]

ماہِ رجب بمطابق مارچ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء) میں جمعیۃ العلماء ہند کا اجلاس بریلی میں ہونا طے پایا۔ پروپیگنڈے کے طور پر دو اشتہار سامنے آئے، جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اراکین جمعیت اس آن بان سے بریلی آئیں گے کہ ان کی گھن گرج سے مخالفین دہل جائیں گے اور کسی کو مجال دم زدن نہ ہوگی۔ ایک اشتہار کا عنوان تھا "زندگی مُستعار کی چند ساعتیں" اس میں اجلاس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا گیا تھا:

"مخالفین ترکِ موالات اور موالاتِ نصاریٰ کے عملی حامیوں پر اتمامِ حجت کیا جائے گا۔"

دُوسرا اشتہار بہ عنوان "آفتابِ صداقت کا طلوع" شائع ہوا۔ اس میں مخالفین پر بڑے رکیک حملے کئے گئے تھے، ذرا اس اشتہار کے غیر منصفانہ تیور ملاحظہ ہوں، اس میں لکھا تھا:

"منکرین و منافقین پر اتمام حجت، مسائلِ حاضرہ کا انقطاعی فیصلہ، خدائی فرمان پہنچانے کے لئے بریلی میں جمعیۃ العلماء کا اجلاس ہونے والا ہے، سچائی ظاہر ہوگئی اور جھوٹ بھاگ نکلا، خداوند جبار و قہار کا یہ فرمان پورا ہو کر رہے گا۔" [3]

---

[1] رشید احمد صدیقی، پروفیسر: گنج ہائے گراں مایہ، ص ۳۰

[2] محمد نعیم الدین مُرادآبادی، مولانا سید: حیات صدر الافاضل، ص ۱۰۱

[3] اراکین جماعتِ رضائے مصطفیٰ بریلی: دوامغ الحمیر (مطبوعہ بریلی)، ص ۴

۱۰ رجب، ۲۰ مارچ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء) کو صدر شعبۂ علمیہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی نے ستر سوالات پر مشتمل اعلانِ مناظرہ بنام اتمام حجت شائع کر کے جمعیۃ العلماء کے ناظم کو بھیج دیا، لیکن بار بار تقاضوں کے باوجود عمائدینِ جمعیۃ مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے اور بُلند بانگ دعاوی کو صاف نظر انداز کر گئے۔

۱۳ رجب ۱۳۳۹ھ کو مولانا سید محمد سُلیمان اشرف بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے انفرادی طور پر بھی مناظرہ کی دعوت دی، اس کا جواب مولانا ابوالکلام آزاد نے دیا، لیکن مختلف فیہ مسائل پر گفتگو کرنے کی بجائے غیر متعلقہ مسائل کا تذکرہ چھیڑ دیا اور کسی طرح نزاعی مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ آخر ۱۴ رجب کو شام کے بعد مولانا سید سلیمان اشرف، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صدر جماعت رضائے مصطفیٰ، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مُرادآبادی، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا محمد حسنین رضا خاں ناظم جماعت رضائے مصطفیٰ اور مولانا بُرہان الحق وغیرہم حضرات شان و شوکت کے ساتھ جمعیۃ العلماء کے پنڈال میں تشریف لے گئے۔ صدر جلسہ مولوی ابوالکلام آزاد نے جماعت رضائے مُصطفیٰ کے مناظرین کو خطاب کا وقت نہ دیا۔ غالباً وہ اس طرح ستر سوالات کے جواب سے پہلو تہی کرنا چاہتے تھے، البتہ مولانا سید سلیمان اشرف کو ۳۵ منٹ کا وقت دیا، اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کے نام اجلاسِ بریلی میں شرکت کا دعوت نامہ جا چکا تھا۔ [1]

مولانا سید محمد سُلیمان اشرف نے خطاب فرمایا اور علماء اہل سُنّت کا موقف بڑی خوبی سے واضح کیا۔ اس تقریر کو پڑھ کر مولانا کی حق گوئی، صلابتِ رائے اور چھا جانے والی شخصیت کا گہرا احساس دل پر نقش ہو جاتا ہے۔ یہ تقریر رُوداد مناظرہ میں جماعت رضائے مُصطفیٰ، بریلی کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ اس تقریر کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں، مولانا نے مابہ الاتفاق اور مابہ الاختلاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی: رُودادِ مناظرہ، ص ۲، ۴

"مسئلہ خلافت و تحفظ و صیانت اماکنِ مقدسہ اور ترکِ موالات"، یہ وہ مسائل ہیں جن میں نہ صرف فقیر بلکہ تمام علمائے کرام، نہیں، بلکہ تمام عامہ مسلمین ہمیشہ متفق اللسان ہیں، ترکوں کی خلافت بمعنی قوتِ دفاعی ایک امر مسلّم ہے، خدمت حرمین شریفین ہر مسلمان پر فرض کفایہ ہے۔ نیز محافظت حرمین شریفین بھی ہر مسلمان پر فرض کفایہ ہے۔ سلطنتِ ترکی ہماری دینی بھائی، اس پر اسلامی سلطنت، اس پر اسلام کی قوتِ دفاعی، پھر حرمین شریفین کی خادم و محافظ، پس ان کی اعانت اور نصرت نہ صرف مسلمانانِ ہند بلکہ تمام مسلمانانِ عالم پر بقدرِ استطاعت فرض ہے۔ یہ وہ مسائلِ شرعیہ ہیں جنہیں نہ میں صرف اس وقت بیان کر رہا ہوں، بلکہ آج سے دس برس پیشتر فقیر نے لکھا، لکھا، چھاپا، ملک میں شائع کیا۔

میرا و نیز دیگر علمائے اہل سُنّت و جماعت کا آپ سے اختلاف اس مسئلہ میں ہرگز نہیں، ہاں اختلاف اس میں ہے کہ آپ ہندوؤں سے موالات برتتے ہیں اور مسلمانوں کو حرام و کفریات کا مرتکب بناتے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ موالات ہر نصرانی و یہودی سے ہر حال میں حرام ہے اور قطعی حرام؛ یاایّھا الّذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصارٰی (الآیۃ) نصرانی او یہودی خواہ فریقِ محارب ہو یا غیر محارب مطلقاً موالات اُن سے حرام اور مطلقاً حرام، ہر کافر سے موالات حرام، خواہ محارب ہو یا غیر محارب، لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء۔

آپ حضرات انگریزوں سے تو موالات حرام بتاتے ہیں اور کافروں (ہندوؤں) سے موالات نہ صرف جائز، بلکہ عین حکمِ الٰہی کی تعمیل بتاتے ہیں۔

آپ نے قشقہ لگایا، گاندھی کی جے ایک دو بار نہیں، بلکہ بیسیوں جگہ بیسیوں

بار پکاری کہ مہاتما گاندھی کی جے۔ جس طرح صلیب علامتِ تثلیث ہے، کیا قشقہ علامتِ شرک نہیں؟ کیا آپ کی غیرت تقاضا کرتی ہے کہ شرک کی علامت قشقہ اپنی پیشانیوں پر لگائیے؟

آپ ہمارے سامنے سمرنا وغیرہ کے مظالم بیان کر کے ہمارے جذبات اُبھارتے ہیں، مگر کیا ہندوؤں نے آرہ، شاہ آباد، کٹار پور وغیرہ میں قربانی بند کرنے کے لئے ایسے ہی مظالم نہیں کئے؟ قرآن مجید نہیں پھاڑے؟ عورتوں کی بے حُرمتی نہیں کی؟ مسلمانوں کی جانیں نہیں لیں؟ مسجدوں میں بے ادبیاں نہیں کیں؟ آج آپ سبز گنبد کی بے ادبی ہوتے سے غیرت دلاتے ہیں، مگر کیا آپ کے لئے یہ غیرت کی بات نہیں تھی، جبکہ یہ کہہ کر دربارِ نبوّت و رسالت کی اہانت کی گئی کہ:

"اگر نبوّت ختم نہ ہوگئی ہوتی، تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔"

آپ نے اس پر کیوں انکار نہ کیا؟ کیوں خاموش رہے؟

غرض مقاماتِ مقدسہ و خلافتِ اسلامیہ کے مسائل میں ہمیں اختلاف نہیں، ہندوستان کے مفاد کی کوشش کیجئے، اس سے ہمیں خلاف نہیں۔ خلاف ان حرکات سے ہے، جو آپ لوگ منافی و مخالفِ دین کر رہے ہیں، ان حرکات کو دُور کر دیجئے، ان سے باز آیئے، ان کی روک تھام کیجئے، عوام کو ان سے باز رکھیے، تو خلافتِ اسلامیہ و ممالکِ مقدسہ کی حفاظت، ہندوستان کے ملکی مفاد کی کوششیں، ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر کرنے کو تیار ہیں۔"[1]

اس کے بعد ابوالکلام آزاد نے چند باتیں بطورِ صفائی کہیں، جن کا خلاصہ آئندہ سطور میں مندرج ہے:

---

[1] اراکین جماعت رضائے مصطفٰے، بریلی: رُوداد مناظرہ، ص ۵، ۸

یہاں کس نے قشقے کی اجازت دی؟ کس نے مہاتما گاندھی کی جے
پکارنے کو کہا؟ بلکہ میں خود تو مہاتما کے یہ معنی تک نہیں جانتا کہ وہ کوئی تعظیم
کا لفظ ہے — یہاں کے کس ذمہ دار نے کہا کہ "اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی، تو
مہاتما گاندھی نبی ہوتے؟ یہ کفر کا کلمہ کون مسلمان کہہ سکتا ہے؟ اور جے، قشقہ
وغیرہ حرکاتِ مخالفِ دین پر ہم سخت نفرین کرتے ہیں — نفسِ موالات تمام
کفار سے خواہ وہ حربی یا غیر حربی، یقیناً حرام اور ممنوع ہے اور ہم کب اسے
جائز بتاتے ہیں ــــ کوئی غیر مسلم کسی مسلم کا ہرگز پیشوا و رہنما نہیں ہوسکتا،
مسلمانوں کی پیشوائی و راہنمائی ایک ذات حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے لئے ہے اور ان کی نیابت سے علماء کے لئے ہے۔ میں صاف کہتا ہوں
کہ ہمارے ہندو بھائی بائیس کروڑ ہیں اور اگر وہ بائیس کروڑ گاندھی ہوں اور
مسلمان اُن کو اپنا پیشوا بنائیں اور اُن کے بھروسہ پر رہیں تو وہ بُت پرست
ہیں اور گاندھی اُن کا بُت ہے"۔[1]

مولانا آزاد نے اپنی تقریر میں مسئلہ قربانی کے بارے میں کچھ نہ کہا، اس تقریر
کے جواب میں مولانا سید سلیمان اشرف نے کہا:

"ابوالکلام صاحب کہتے ہیں کہ آیات میں تحریف کرکے ہنود سے موالات
کس ذمہ دار شخص نے جائز بتائی؟ کیا حکیم اجمل خاں صاحب ذمہ دار شخص
نہیں؟ پھر اُن کا مطبوعہ خطبہ دیکھئے جس کی ہزاروں کاپیاں شائع ہوئیں
آپ کہتے ہیں کہ قشقہ وغیرہ حرکات کی ہم نے کب اجازت دی؟ مگر آپ نے
عوام کے سامنے ہنود سے اتحاد کو کیوں اس طرح مفصل و مشرح کرکے
نہیں پیش کیا کہ ان امور میں اتحاد کرو اور ان امور میں الگ ہو۔ آپ نے

[1] اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ، بریلی؛ رُوداد مناظرہ، ص ۸، ۹

ان کے سامنے مجمل صورت میں اتحاد پیش کیا، جس سے وہ ان حرکات
میں مبتلا ہوئے، پھر آپ ان حرکات کی ذمہ داری سے کیسے الگ ہوسکتے
ہیں — خود آپ کے شہر بریلی میں گاندھی کو سپاسنامہ پیش کیا گیا،
جس میں گاندھی کی نسبت کہا گیا۔

ع خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست

کیا آپ حضرات نے اس پر کچھ انکار کیا، کیا آپ کا یہ سکوت آپ پر
الزام نہیں لاتا؟

ابوالکلام آزاد — ان الزامات پر خاموش رہے، پھر مولانا محمد سلیمان اشرف
نے مولانا عبدالماجد بدایونی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"کہو یار تمہاری بھی کہہ دیں، تم نے گاندھی کو کہا کہ خدا نے ان کو مُذکِّر
بنا کر بھیجا ہے، یہ کفر ہے۔"[1]

اس پر مولانا بدایونی خاموش رہے، تقریر ختم ہونے پر مولانا حامد رضا بریلوی
نے فرمایا:

"ہمیں خلاف آپ حضرات کی ان خلافِ شرع و خلافِ اسلام حرکات سے
ہے، جن میں سے کچھ مولوی سید محمد سلیمان اشرف صاحب نے بیان کیں، اور
جن کے متعلق جماعت رضائے مصطفےٰ کے ستر سوال بنام "اتمام حجت تامہ"
آپ کو پہنچے ہوئے ہیں، ان کے جواب دیجئے، جب تک آپ ان تمام حرکات
سے اپنا رجوع نہ شائع کردیں گے اور اُن سے عہدہ برآ نہ ہولیں گے، ہم
آپ سے علیحدہ ہیں اور اس کے بعد خدمتِ حفاظت حرمین شریفین و
مقاماتِ مقدسہ و ممالکِ اسلامیہ میں ہم آپ کے ساتھ مل کر جائز

[1] اراکین رضائے مصطفےٰ، بریلی؛ رُوداد مناظرہ، ص ۹-۱۰

کوشش کرنے کو تیار ہیں۔" [1]

یہ ہے خلاصۂ گفتگو، جس میں علمائے اہلِ سُنّت کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی نے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت امام احمد رضا بریلوی کے نام ایک مکتوب میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا :

"روانگی کے وقت بریلی کے اسٹیشن پر ایک تاجر صاحب نے مجھ سے کہا کہ ابوالکلام جس وقت بریلی سے جا رہے تھے، میں اُن کے ساتھ تھا، وہ یہ کہتے جاتے تھے کہ "اُن کے جس قدر اعتراض ہیں، حقیقت میں سب درست ہیں، ایسی غلطیاں کیوں کی جاتی ہیں، جن کا جواب نہ ہو سکے اور ان کو اس طرح گرفت کا موقع ملے۔"

میں اپنی مسرت کا اظہار نہیں کر سکتا، جو مجھے اس فتح سے حاصل ہوئی۔ میدان مولوی سلیمان اشرف صاحب کے ہاتھ رہا۔ حضرت کے غلاموں کی ہمت قابلِ تعریف ہے۔" [2]

مولانا سیّد محمد سلیمان اشرف نے متعدد کتابیں تحریر فرمائیں جن میں بیان و بُرہان کا زور پوری طرح جلوہ گر ہے۔ آپ نے جب النور اور الرشاد ایسی کتابیں لکھ کر ہندو نواز کانگریسی لیڈروں کا شرعی نقطۂ نگاہ سے محاسبہ کیا تو نئی لفتوں کا طوفان کھڑا ہو گیا۔ تحریر و تقریر کے ذریعے آپ کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا، لیکن آپ کوہِ وقار بنے رہے اور طعن و تشنیع کی پروا کئے بغیر اعلاءِ کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ اس وقت عوام تو عوام بعض خواص بھی اس مغالطے میں واقع ہو گئے کہ عام طور پر کانگریس اور جمعیۃ العلماءِ ہند کے لیڈر جو کچھ کہہ رہے ہیں، وہی سو فیصد درست ہے۔

[1] ارا کین رضائے مصطفےٰ، بریلی؛ رُودادِ مناظرہ ص ۱۰-۱۱

[2] ایضاً؛ ص ۱۹-۲۰

جُوں جُوں وقت گزرتا گیا، یہ احساس یقین کی حد کو پہنچنے لگا کہ اس افراتفری کے دَور میں علماءِ اہلِ سُنّت نے جو کچھ کہا تھا، وہی حقیقت تھا۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں :

"سیلاب گزر گیا، جو کچھ ہونے والا تھا، وہ بھی ہوا، لیکن مرحوم (مولانا سیّد محمد سلیمان اشرف) نے اس عہدِ سراسیمگی میں جو کچھ لکھ دیا تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ حقیقت وہی تھی، اُس کا ایک ایک حرف صحیح تھا، آج تک اس کی سچائی اپنی جگہ پر قائم ہے، سارے علما سیلاب کی زد میں آچکے تھے، صرف مرحوم اپنی جگہ پر قائم تھے۔" [1]

فارسی شعر و ادب کی تاریخ پر الانہار لکھی۔ عربی، فارسی اور اردو کے محقق اور ادیب مولانا حبیب الرحمٰن شروانی نے اسے شبلی کی شعر العجم سے بہتر قرار دیا۔ حج کے موضوع پر الحج تالیف کی، جسے مولانا شروانی نے حج کے موضوع پر سب سے بہتر قرار دیا۔ عربی زبان کی برتری اور فوقیت پر نہایت وقیع کتاب المبین لکھی، جسے اہلِ علم نے بے حد سراہا۔ مشہور مستشرق مسٹر براؤن نے اسے دیکھ کر کہا :

"مولانا نے اِس عظیم موضوع پر اُردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا، عربی یا انگریزی میں ہوتی، تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا۔" [2]

مولانا نے المبین کا ایک نسخہ ڈاکٹر اقبال کو بھی بھجوایا تھا۔ اتفاقاً کچھ دن بعد علامہ اقبال، علی گڑھ گئے تو دورانِ ملاقات اس کتاب کی بڑی تعریف کی اور کہا :

"مولانا آپ نے عربی زبان کے بعض ایسے پہلوؤں پر بھی روشنی

[1] رشید احمد صدیقی، پروفیسر؛ گنج ہائے گراں مایہ، ص ۲۱

[2] محمود احمد قادری، مولانا؛ تذکرہ علمائے اہلِ سنّت، ص ۱۰۰